سلسلہ : رسائلِ فتاوی رضویہ

جلد : پہلی

رسالہ نمبر 4

لمع الاحکام ان لاوضوء من الزکام ۱۳۲۴ھ

(روشن احکام کہ زکام سے وضو نہیں)

پیشکش : مجلسِ آئی ٹی (دعوتِ اسلامی)

رسالہ
لمع الاحکام ان لاوضوء من الزکام ۱۳۲۴ھ

(روشن احکام کہ زکام سے وضو نہیں)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسئلہ ۷ ف: 　　غرہ ذی القعدہ ۱۳۲۴ھ

کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زکام جاری ہونے سے وضو جاتا ہے یا نہیں۔ **بینوا توجروا** (بیان کیجیے اجر لیجیے۔ت)

الجواب:

الحمد للّٰہ الذی حمدہ نور وذکرہ طھور والصلاۃ والسلام علی سید کل طیب طاہر واٰلہ وصحبہ الاطائب الاطاہر	تمام تعریف خدا کے لئے، جس کی حمد نور ہے اور جس کا ذکر، طہور ہے، اور درود وسلام ہو ہر طیب وطاہر کے سردار اور ان کی اطیب واطہر آل واصحاب پر۔(ت)

زکام کتنا ہی جاری ہو اس سے وضو نہیں جاتا کہ محض بلغمی رطوبات طاہرہ ہیں جس میں آمیزش

ف: **مسئلہ**: زکام کتنا ہی بہے وضو نہیں جاتا۔

خون یا ریم کا اصلاً احتمال نہیں۔

[۴۵] **اقول:** ہمارے علماء تصریح فرماتے ہیں کہ بلغم کی قے ف کسی قدر کثیر ہو، ناقضِ وضو نہیں۔ در مختار میں ہے:

لاینقضه قیئ من بلغم علی المعتمد اصلا [1]۔	قولِ معتمد کی بنیاد پر بلغم کی قے اصلاً ناقضِ وضو نہیں۔ (ت)

حاشیہ علامہ طحطاوی میں ہے:

شامل للنازل من الرأس والصاعد من الجوف وقوله علی المعتمد راجع الی الثانی لان الاول بالاتفاق علی الصحیح [2]۔	یہ حکم سر سے اترنے والے اور معدہ سے چڑھنے والے دونوں قسم کے بلغم کو شامل ہے اور ان کا قول "علی المعتمد" (قول معتمد کی بنیاد) دوم (معدہ والے) کی طرف راجع ہے کیونکہ صحیح یہ ہے کہ اول میں وضو نہ ٹوٹنے کا حکم بالاتفاق ہے۔ (ت)

ردالمحتار میں ہے:

اصلا ای سواء کان صاعدا من الجوف اونازلا من الراس ح خلافا لا بی یوسف فی الصاعد من الجوف الیه اشار بقوله علی المعتمد ولو اخره لکان اولی [3] اھ ای لان تقدیمه یوھم ان فی عدم النقض بالبلغم خلافا مطلقا ولیس کذلك فی الصحیح۔	"اصلاً" یعنی معدہ سے چڑھنے والا ہو یا سر سے اُترنے والا ح اور معدہ سے چڑھنے والے میں امام ابو یوسف کا اختلاف ہے۔ اس کی طرف لفظ "علی المعتمد" سے اشارہ کیا ہے، اگر اسے "اصلاً" کے بعد رکھتے تو بہتر تھا اھ۔ یعنی اس لئے کہ اسے پہلے رکھ دینے سے یہ وہم ہوتا ہے کہ بلغم سے وضو ٹوٹنے میں مطلقاً اختلاف ہے حالاں کہ بر قولِ صحیح ایسا نہیں ہے۔ (ت)

ف: **مسئلہ:** بلغم کی قے کتنی ہی کثیر ہو وضو نہ جائے گا۔

---

[1] الدر المختار کتاب الطہارۃ مطبع مجتبائی دہلی ۲۶/۱

[2] حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار کتاب الطہارۃ المکتبۃ العربیہ کوئٹہ ۷۹/۱

[3] ردالمحتار کتاب الطہارۃ مطلب فی نواقض الوضوء داراحیاء التراث العربی بیروت ۹۴/۱

نور الایضاح ومراقی الفلاح میں ہے:

عشرة اشیاء لاتنقض الوضوء منها قیئ بلغم ولوکان کثیرالعدم تخلل النجاسة فیه وھو طاھر۔[4]	دس چیزیں ناقضِ وضو نہیں ہیں ان میں سے ایک بلغم کی قے ہے اگرچہ زیادہ ہو، اس لئے کہ نجاست اس کے اندر نہیں جاتی اور وہ خود پاک ہے۔(ت)

یہ تصریحاتِ جلیہ ہیں کہ بلغم جو دماغ سے اُترے بالاجماع ناقضِ وضو نہیں اور ظاہر ہے کہ زکام کی رطوبتیں دماغ ہی سے نازل ہیں تو ان سے نقضِ وضو کسی کا قول نہیں ہو سکتا، حکمِ مسئلہ تو اسی قدر سے واضح ہے مگر یہاں علامہ سید طحطاوی ف۱ رحمۃ اللہ علیہ کو ایک شبہہ عارض ہوا جس کا منشا یہ کہ ہمارے علماء نے فرمایا: جو سائل چیز ف۲ بدن سے بوجہِ علت خارج ہو ناقضِ وضو ہے مثلاً آنکھیں دُکھتی ہیں یا جسے ڈھلکے کا عارضہ ہو یا آنکھ، کان، ناف وغیرہ میں دانہ یا ناسور یا کوئی مرض ہو ان وجوہ سے جو آنسو، پانی بہے وضو کا ناقض ہوگا۔ درمختار باب الحیض میں ہے:

صاحب عذر من به سلس بول او استحاضة اوبعینه رمد اوعمش اوغرب وکذا کل ما یخرج بوجع ولو من اذن او ثدی وسرة[5]۔	عذر والا وہ ہے جسے بار بار پیشاب کا قطرہ آتا ہو یا استحاضہ ہو یا آنکھ میں رمد یا عمش یا غرب ہو (آشوب یا چندھا پن یا کوئی پھنسی ہو) اور اسی طرح ہر وہ چیز جو کسی بیماری کی وجہ سے نکلے اگرچہ کان یا پستان یا ناف سے ہو۔(ت)

ردالمحتار میں ہے:

قوله رمدای ولیسیل منه	قولہ "آشوب ہو" یعنی اس سے پانی بھی

ف۱: معروضة علی العلامة ط۔

ف۲: مسئلہ: آنکھیں دکھنے یا ڈھلکے میں جو آنسو ہے یا آنکھ، کان، چھاتی، ناف وغیرہ سے دانے ناسور خواہ کسی مرض کے سبب پانی بہے وضو جاتا رہے گا۔

[4] مراقی الفلاح مع حاشیۃ الطحطاوی، کتاب الطہارۃ فصل عشرۃ اشیاء لاتنقض الوضوء، دار الکتب العلمیہ بیروت، ص ۹۳۔۹۴

[5] الدر المختار کتاب الطہارۃ باب الحیض مطبع مجتبائی دہلی ۱/۵۳

الدمع قوله عمش ضعف الرؤية مع سيلان الدمع فی اکثر الاوقات، قوله غرب،قال المطرزی هو عرق فی مجری الدمع یسقی فلا ینقطع مثل الباسور عن الاصمعی بعینه غرب اذا کانت تسیل ولا تنقطع دموعها والغرب بالتحریك ورم فی المأق اھ[6]	بہتا ہو----- قولہ عمش یعنی اکثر اوقات پانی بہنے کے ساتھ ، بصارت کی کمزوری ہو----- قولہ غرب-----مطرزی نے کہا: یہ آنسو بہنے کی ایک رگ ہوتی ہے جو بہنے لگتی ہے تو بند نہیں ہوتی جیسے بواسیر---- اصمعی سے منقول ہے : "بعینہٖ غرب"اس وقت بولتے ہیں جب آنکھ بہتی رہتی ہو اور اس کے ساتھ آنسو تھمتے نہ ہوں۔ اور غَرب-----راپر حرکت کے ساتھ ---آنکھ کے کویوں میں ایک ورم ہوتا ہے۔ (ت)

اس پر علامہ طحطاوی نے فرمایا:

ظاھرہ یعم الانف اذا زکم [7]۔	یعنی ظاہرًا یہ مسئلہ ناک کو بھی شامل ہے جب زکام ہو۔

علامہ شامی نے اُس پر اعتراض کیاکہ ہمارے علماء تصریح ف۱ فرماچکے ہیں کہ سوتے آدمی کے مُنہ سے جو رال بہے اگرچہ پیٹ سے آئے اگرچہ بدبودار ہو پاک ہے، قول سید طحطاوی نقل کرکے فرماتے ہیں:

لکن صرحوا بان ماء فم النائم طاهر ولو منتنا فتأمل۔ [8]	لیکن ہمارے علماء نے تصریح فرمائی ہے کہ سونے والے کے منہ کی رال اگرچہ بدبودار ہے، پاک ہے۔ تو تامل کرو۔ (ت)

[۲۱] **اقول:** علامہ طحطاوی کی طرف سے اس پر دو [۲]شبہے وارد ہوسکتے ہیں:

اوّل: کلام ف۲ اس پانی میں ہے کہ مرض سے بہے اور سوتے میں رال نکلنا مرض نہیں، نہ اس کی

ف۱: **مسئلہ:** سوتے میں جو رال بہے اگرچہ پیٹ سے آئے اگرچہ بدبودار ہو پاک ہے۔

ف۲: [۲۲]معروضۃ علی العلامۃ ش

---

[6] ردالمحتار کتاب الطہارۃ باب الحیض داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۲۰۲

[7] حاشیۃ الطحطاوی علی الدرالمختار کتاب الطہارۃ باب الحیض المکتبۃ العربیہ کوئٹہ ۱/ ۱۵۵

[8] ردالمحتار کتاب الطہارۃ باب الحیض داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۲۰۲

بو دلیلِ علت ہے، جیسے آخر روز میں بوئے دہان صائم کا تغیر۔

دوم: عوارض ف۱ مکلّف میں ادھر سے کلیہ ہے کہ جو حدث ف۲ نہیں نجس نہیں اور اس کا عکس کلی نہیں کہ جو نجس نہ ہو حدث بھی نہ ہو، نیند جنون بیہوشی کو نجس نہیں کہہ سکتے اور ناقض وضو ہیں، اور سب سے بہتر مثال ریح ف۳ ہے کہ صحیح و معتمد مذہب پر طاہر ہے اور بالاجماع حدث ہے تو آپ دہان نائم کی طہارت سے استدلال جائے مجال مقال ہوگا۔ در مختار میں ہے:

کل مالیس بحدث لیس بنجس وھو الصحیح۔[9]	ہر وہ جو حدث نہیں، نجس بھی نہیں، یہی صحیح ہے۔ (ت)

ردالمحتار میں درایہ سے ہے:

انھا لا تنعکس فلا یقال مالا یکون نجسا لایکون حدثا لان النوم والجنون والاغماء وغیرھا حدث ولیست بنجسۃ۔[10]	اس کلیہ کا عکس نہ ہوگا تو یہ نہ کہا جائے گا کہ جو نجس نہ ہوگا وہ حدث بھی نہ ہوگا۔ اس لئے کہ نیند، جنون، بیہوشی وغیرہ حدث ہیں اور نجس نہیں۔ (ت)

حاشیہ طحطاوی میں ہے:

فیلزم من انتفاء کونہ حدثا انتفاء کونہ نجسا ولا ینعکس فلا یقال مالایکون نجسا لا یکون حدثا فان النوم والاغماء والریح لیست بنجسۃ وھی احداث[11] اھ۔	حدث نہ ہونے کو، نجس نہ ہونا لازم ہے اور اسکے برعکس نہیں۔ تو یہ نہیں کہا جا سکتا کہ جو نجس نہ ہوگا وہ حدث بھی نہ ہوگا اس لئے کہ نیند، بیہوشی اور ریح نجس نہیں اور یہ سب حدث ہیں۔ اھ

ف۱: ۴۳معروضۃ اخرٰی علیہ

ف۲: **مسئلہ:** بدن مکلّف سے جو چیز نکلے اور وضو نہ جائے وہ ناپاک نہیں مگر یہ ضرور نہیں کہ جو ناپاک نہ ہو اس سے وضو نہ جائے۔

ف۳: **مسئلہ:** صحیح یہ ہے کہ ریح جو انسان سے خارج ہوتی ہے پاک ہے۔

---

[9] الدرالمختار کتاب الطہارۃ مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۲۶

[10] ردالمحتار کتاب الطہارۃ داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۹۵

[11] حاشیۃ الطحطاوی علی الدرالمختار کتاب الطہارۃ المکتبۃ العربیہ کوئٹہ ۱/ ۸۱

اقول: وھھنا وھم عرض فی فھم القضیة وفھم العکس العلامة الشامی فی ردالمحتار نبھت علیه فیما علقت علیه ولعل لنا فی اٰخر الکلام عودا الیه۔	اقول: اور یہاں قضیہ اور اس کے عکس کو سمجھنے میں علامہ شامی کو ردالمحتار میں ایک وہم در پیش ہوا ہے جس پر میں نے حاشیہ ردالمحتار میں تنبیہ کی ہے۔ اور امید ہے کہ آخر کلام میں ہم اس طرف لوٹیں گے۔ (ت)

اور اگر ثابت کرلیں کہ جو ظاہر رطوبت بدن سے نکلے اگرچہ سائل ہو ناقض نہیں تو اب اس تجشم کی حاجت نہ رہے گی کہ آب دہانِ نائم سے استدلال کیجئے خود آب بینی ف کی طہارت مصرح و منصوص ہے۔ درمختار مسائل قے میں ہے: **المخاط کالبزاق**[12] (ناک کی رینٹھ تھوک کی طرح ہے۔ت) خود علامہ طحطاوی پھر شامی فرماتے ہیں:

وما نقل عن الثانی من نجاسة المخاط فضعیف[13]	اور امام ابو یوسف سے جو منقول ہے کہ رینٹھ نجس ہے وہ ضعیف ہے (ت)

تو مسئلہ قے بلغم سے استدلال جس طرح فقیر نے کیا اسلم واحکم ہے جس میں خود علامہ طحطاوی کو اقرار ہے کہ رطوبات بلغمیہ جب دماغ سے اتری ہوں بالاجماع ناقض وضو نہیں۔

ثم اقول: اب یہ نظر کرنی رہی کہ آیا کلیہ مذکورہ ثابت ہے کہ اگر ثابت ہو تو یہاں تک استظہار علامہ طحطاوی کے خلاف دو دلیلیں ہو جائیں گی۔ مسئلہ قے و مسئلہ آب بینی کہ فقیر نے عرض کئے اور علامہ شامی کے طور پر تین، تیسری مسئلہ آبِ دہان نائم کہ وہ مثل بزاق یعنی لعابِ دہن ہے اور لعابِ دہن و بلغم جنس واحد ہیں اور انھیں کی جنس سے آبِ بینی ہے وہی رطوبات ہیں کہ قدرے غلیظ و بستہ ہوں تو بلغم کہلائیں رقیق ہو کہ منہ سے آئیں تو آبِ دہن غلیظ یا رقیق ہو کر ناک سے آئیں تو آبِ بینی۔

حلیہ میں ہے:

ف: **مسئلہ:** صحیح یہ ہے کہ آب بینی پاک ہے۔

[12] الدرالمختار کتاب الطہارۃ مطبع مجتبائی دہلی ۲۶/۱

[13] ردالمحتار کتاب الطہارۃ داراحیاء التراث العربی بیروت ۹۴/۱، حاشیۃ الطحطاوی علی الدرالمختار کتاب الطہارۃ المکتبۃ العربیہ کوئٹہ ۸۰/۱

فی شرح الجامع الصغیر لقاضی خاں ان قاء بزاقا لاینقض الوضوء بالاجماع والبزاق مالا یکون متجمدا منعقدا و البلغم مایکون متجمدا منعقدا [14]۔	امام قاضی خان کی شرح جامع صغیر میں ہے: اگر تھوک کی قے کی تو یہ بالاجماع ناقضِ وضو نہیں---- تھوک وہ ہے جو جما ہوا اور بستہ نہ ہو، اور بلغم وہ ہے جو جامد اور بندھا ہوا ہو۔ (ت)

ہاں یہ کلیہ ف۱ مذکورہ ضرور ثابت ف۲ ہے و لہٰذا ایسی اشیاء میں علماء برابر ان کی طہارت سے حدث نہ ہونے پر استدلال فرماتے ہیں۔ حلیہ میں ہے:

ان کان ای القیئ بلغما لاینقض لانہ طاھر ذکرہ فی البدائع وغیرہ [15] اھ ملتقطا	اگر بلغم کی قے ہو تو ناقضِ وضو نہیں اس لئے کہ وہ پاک ہے، اسے بدائع وغیرہ میں ذکر کیا اھ ملتقطا۔ (ت)

اُسی میں ہے:

ثم فی البدائع وذکر الشیخ ابو منصور ان جوابھما فی الصاعد من حواشی الحلق واطراف الرئۃ وانہ لیس بحدث بالاجماع لانہ طاھر فینظر ان لم یصعد من المعدۃ لایکون نجسا ولا یکون حدثا [16]۔	پھر بدائع میں ہے اور شیخ ابو منصور نے ذکر کیا ہے کہ طرفین کا جواب حلق کے اطراف اور پھیپھڑے کے کناروں سے چڑھنے والے بلغم کے بارے میں ہے اور یہ کہ وہ بالاجماع حدث نہیں، اس لئے کہ وہ پاک ہے، تو دیکھا جائیگا کہ اگر وہ معدہ سے نہیں اٹھا ہے تو نجس نہ ہوگا تو حدث بھی نہ ہوگا۔ (ت)

اور اس کے نظائر کلامِ علماء میں کثیر ہیں کلیہ کی صریح تصریح لیجئے، خزانۃ المفتین میں ہے:

ف۱: مسئلہ: یہ کلیہ ہے کہ جو رطوبت بدن سے بہے اگر نجس نہیں تو ناقض وضو بھی نہیں۔

ف۲: ۴۴ معروضۃ اخرٰی علی العلامۃ

---

14 حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی
15 حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی
16 حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی

الخارج من البدن علی ضربین طاھر ونجس فبخروج الطاھر لاینتقض الطھارۃ کالدمع والعرق والبزاق والمخاط ولبن بنی اٰدم[17] الخ	بدن سے نکلنے والی چیز دو قسم کی ہے: پاک اور ناپاک ، پاک کے نکلنے سے طہارت نہیں جاتی ۔ جیسے آنسو ، پسینہ ، تھوک ، رینٹھ ،انسان کا دودھ الخ (ت)

الحمدﷲ ف۱ اس تقریر فقیر سے ایک تحقیق منیر ہاتھ آئی کہ قابل حفظ ہے۔

۲۸ **فاقول:** حدث ونجس کو اگر مطلق رکھیں تو اُن میں نسبت عموم وخصوص من وجہ ہے ، نوم حدث ہے اور نجس نہیں، خمر نجس ہے اور حدث نہیں، دم فصد حدث ونجس دونوں ہے اور خارج ازبدن مکلّف کی قید لگائیں **لامن بدن الانسان فینتقض طردا او عکسا بخارج الجن والصبی** (خارج از بدن انسان نہ کہیں کہ جن اور بچہ سے خارج ہونے والی ہر چیز کی وجہ سے کلیہ نہ جامع رہ جائے نہ مانع، یعنی یہ لازم آئے کہ خارج از جن کا یہ حکم نہیں اور خارج از طفل کا بھی یہ حکم ہے حالاں کہ حکم میں جن شامل ہے اور بچہ شامل نہیں۔ ت)اور اس کے ساتھ نجس سے نجس بالخروج لیں یعنی وہ چیز کہ بوجہ خروج اسے حکمِ نجاست دیا جائے اگرچہ اس سے پہلے اسے نجس نہ کہا جاتا (جیسے خون ف۲ وغیرہ فضلات کا یہی حال ہے،پیشاب اگر پیش از خروج ناپاک ہو تو اس کی حاجت میں نماز باطل ہو۔اور خون تو ہر وقت رگوں میں ساری ہے پھر نماز کیونکر ہوسکے) تو ان دو۲ قیدوں کے ساتھ حدث عام مطلقًا ہے یعنی بدنِ مکلّف سے باہر آنے والا نجس بالخروج حدث ہے اور ہر حدث نجس بالخروج نہیں جیسے ریح **فان عینھا طاھرۃ علی الصحیح** (اس لئے کہ خود ریح ،بر قولِ صحیح ، پاک ہے۔ ت) قضیہ مذکورہ میں علمائے کرام نے یہی صورت مراد لی ہے ولہذا عکس کلی نہ مانا، اور اگر قیود مذکورہ کے ساتھ رطوبات کی تخصیص کرلیں تو نسبت تساوی ہے ہر رطوبت کہ بدن مکلّف سے باہر آئے اگر نجس بالخروج ہے ضرور حدث ہے اور اگر حدث ہے ضرور نجس ہے تو یہاں ہر ایک کے انتفاء سے دوسرے کے انتفاء پر استدلال صحیح ہے، لہذا آبِ بنی کہ نجس نہیں ہرگز ناقضِ وضو نہیں ہوسکتا **وباﷲ**

ف۱: حدث ونجس کی نسبتوں میں مصنف کی تحقیق منیر۔

ف۲: خون پیشاب وغیرہ فضلات جب تک باہر نہ نکلیں ناپاک نہیں۔

[17] خزانۃ المفتین ،کتاب الطہارۃ فصل فی نواقض الوضوء ، قلمی ۱/۴

التوفیق اور نجس میں نجس بالخروج کی قید ہم نے اس لئے زائد کی کہ اگر یہ نہ ہو اور صرف خروج از بدن مکلّف کی قید رکھیں تو اب بھی نسبت عموم من وجہ ہوگی کہ ریح حدث ہے اور نجس نہیں، اور **معاذ اللہ** ف۱ اگر کسی نے شراب پی اور وہ قے ہوئی مگر تھوڑی کہ منہ بھر کر نہ تھی تو نجس ہے اور حدث نہیں یعنی وضو نہ جائے گا کہ قلیل ہے لیکن یہ اُس کی نجاست اپنی ذات میں تھی خروج کے سبب عارض نہ ہوئی۔ درمختار میں ہے:

ماء فم المیت ف۲ نجس کقیئ عین خمر او بول وان لم ینقض لقلته لنجاسة بالاصالة لابالمجاورة[18]۔	دہنِ میّت کا پانی نجس ہے جیسے عین شراب یا پیشاب کی قے نجس ہے اگرچہ قلیل ہونے کی وجہ سے ناقض نہیں کہ اس کی نجاست اصالۃً ہے کسی نجاست سے اتصال کی وجہ سے نہیں ہے۔ (ت)

اور اگر رطوبات کی بھی قید بڑھالیں تو اب نجس عام مطلقًا ہو جائے گا کہ مسئلہ ریح داخل نہ رہے گا اور مسئلہ خمر باقی ہوگا اب کہ نجس بالخروج کی قید لگائی مسئلہ خمر بھی خارج ہوگیا اور تساوی رہی۔

فان قلت ترد حینئذ مسألة الخمر علی الکلیة الثانیة القائلة ان کل حدث نجس بالخروج فانه ان قاء الخمر ملاء الفم کان حدثا قطعا ولم یکن نجسا بالخروج فانها نجسة العین۔ **قلت**: لا ف۳ غرو ان یکتسب النجس بنجاسة اخری من خارج	**اگر یہ کہو** کہ اس صورت میں مسئلہ شراب سے کلیہ دوم ----- ہر حدث ، نجس بالخروج ہے ----- پر اعتراض وارد ہوگا اس لئے کہ اگر منہ بھر کر شراب کی قے کی تو وہ مطلقًا محدث ہے اور نجس بالخروج نہیں کیوں کہ شراب تو نجس العین ہے۔ **قلت**: (میں کہوں گا) اس میں کوئی عجب نہیں کہ ایک نجس چیز اپنے باہر سے کوئی

ف۱ : **مسئلہ**: شراب کی قے بھی اگر منہ بھر نہ ہو ناقض وضو نہیں۔
ف۲ : **مسئلہ**: میت کے منہ سے جو پانی نکلتا ہے ناپاک ہے۔
ف۳: نجس چیز دوبارہ نجس ہو سکتی ہے ولہذا اگر شراب پیشاب میں پڑ جائے پھر سرکہ ہو جائے پاک نہ ہوگی۔

[18] الدر المختار کتاب الطہارۃ مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۲۶

كخمر وقعت في بول حتى لو تخللت لم تطهر وان ابيت فليكن النجس اعم مطلقا وانتفاء العام يوجب انتفاء الخاص فبطهارة المخاط يثبت انه ليس بحدث وفيه المقصود والله تعالٰى اعلم۔	اور نجاست حاصل کرلے جیسے شراب جو پیشاب میں پڑ گئی ہو ، کہ اگر وہ سرکہ ہو جائے تو بھی پاک نہ ہو گی -----اور اگر اسے نہ مانو تو نجس عام مطلق ہی رہے۔ اور عام کے انتفا سے خاص کا انتفا بھی ضروری ہے تو رینٹھ کے پاک ہونے سے یہ ثابت ہو جائے گا کہ وہ حدث نہیں۔اور اسی میں مقصود ہے--- واللہ تعالٰی اعلم (ت)

۲۷**ثم اقول**: ف۱ حقیقتِ امر ف۲ یہ ہے کہ درد و مرض سے جو کچھ بہے اسے ناقض ماننا اس بناء پر ہے کہ اس میں آمیزشِ خون وغیرہ نجاسات کا ظن ہے خود محرر مذہب رضی اللہ تعالٰی عنہ کے کلام مبارک میں اس کی تصریح ہے اور وہی ان فروع کا ماخذ صریح ہے تو زکام اس کے تحت میں آ ہی نہیں سکتا۔منیہ میں ہے :

عن محمد اذا كان في عينه رمد ويسيل الدموع منها أمره بالوضوء لاني اخاف ان يكون ما يسيل عنه صديدا[19]۔	امام محمد سے منقول ہے کہ فرماتے ہیں : جب آنکھ میں آشوب ہو اور اس سے آنسو بہتا ہو تو میں وضو کا حکم دوں گا اس لئے کہ مجھے اندیشہ ہے کہ اس سے بہنے والا آنسو صدید (زخم کا پانی) ہو۔ (ت)

حلیہ میں ہے: كذا ذكره بنحوه عنه هشام[20] (اسی کے ہم معنی امام محمد سے روایت کرتے ہوئے ہشام نے نوادر میں ذکر کیا ہے ۔ت)

ف۱ : ۳۵معروضۃ ثالثۃ علی العلامۃ ط۔

ف۲ **مسئلہ :** تحقیق یہ ہے کہ درد و مرض سے جو کچھ بہے اس وقت ناقض ہے کہ اس میں آمیزش خون وغیرہ نجاسات کا احتمال ہو۔

[19] منیۃ المصلی بیان نواقض وضو مکتبہ قادریہ لاہور ص۹۱
[20] حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی

غنیہ میں ہے:

لافرق فی ذلك بین العین وغیرھا بل کل ما یخرج من علۃ من ای موضع کان کالاذن والثدی و السرۃ ونحوھا فانہ ناقض علی الاصح لانہ صدید[21]۔	اس بارے میں آنکھ اور آنکھ کے علاوہ میں کوئی فرق نہیں بلکہ جو بھی کسی بیماری کی وجہ سے خارج ہو، کان، پستان، ناف وغیرہ جس جگہ سے بھی ہو وہ اصح قول پر ناقض ہے اس لئے کہ وہ زخم کا پانی ہے۔(ت)

اسی میں مثل فتح القدیر ف۱ تجنیس امام برہان الدین صاحبِ ہدایہ سے ہے:

لوخرج من سرتہ ماء اصفر وسال نقض لانہ دم قد نضج فاصفر وصار رقیقا[22]۔	اگر ناف سے زرد پانی نکل کر بہے تو وضو جاتا رہے گا اس لئے کہ وہ خون ہے جو پک کر زرد اور رقیق ہوگیا۔(ت)

کافی میں ہے:

عن ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالٰی اذاخرج ف۲ (ای من النفطۃ) ماء صاف لاینقض فی شرح الجامع الصغیر لقاضی خان قال الحسن بن زیاد الماء بمنزلۃ العرق والدمع فلا یکون نجسا وخروجہ لایوجب انتقاض الطھارۃ والصحیح ماقلنا لانہ دم رقیق لم یتم نضجہ فیصیر لونہ لون الماء	امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ اگر آبلہ سے صاف پانی نکلے تو وہ ناقض نہیں۔اور قاضی خاں کی شرح جامع الصغیر میں ہے کہ حسن بن زیاد نے کہا: یہ پانی پسینہ اور آنسو کی طرح ہے تو وہ نجس نہ ہو گا اور اس کے نکلنے سے طہارت نہ جائے گی۔اور صحیح وہ ہے جو ہم نے کہا اس لئے کہ وہ رقیق خون ہے جو پورا پکا نہیں تو وہ پانی کے رنگ کا ہو جاتا ہے۔

ف۱: **مسئلہ:** ناف سے زرد پانی بہہ کر نکلے وضو جاتا رہے۔

ف۲: **مسئلہ:** دانے کا پانی اگرچہ صاف نتھرا ہو صحیح یہ ہے کہ وہ بھی ناپاک و ناقض وضو ہے۔

---

[21] غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی فصل فی نواقض الوضوء سہیل اکیڈمی لاہور ص ۱۳۳

[22] غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی فصل فی نواقض الوضوء سہیل اکیڈمی لاہور ص ۱۳۳

واذا کان دما کان نجسا ناقضا للوضوء [23]۔	اور جب وہ خون ہے تو نجس اور ناقضِ وضو ہوگا۔(ت)

بحر میں ہے:

لوکان فی عینیہ رمد یسیل دمعھا یؤمر بالوضوء لکل وقت لاحتمال ان یکون صدیدا[24]	اگر آنکھوں میں آشوب ہو کہ برابر آنسو بہتا رہتا ہے تو ہر وقت کے لئے وضو کا حکم ہوگا اس لئے کہ ہوسکتا ہے وہ زخم کا پانی ہو۔(ت)

تبیین الحقائق میں ہے:

لو کان بعینیہ رمد او عمش یسیل منھما الدموع قالوا یؤمر بالوضوء لوقت کل صلٰوۃ لاحتمال ان یکون صدیدا او قیحا۔[25]	اگر آنکھوں میں آشوب یا عمش (چندھا پن) ہو کہ آنسو بہتے رہتے ہوں تو علماء نے فرمایا ہے کہ ہر نماز کے وقت اسے وضو کا حکم ہوگا اس لئے کہ یہ احتمال ہے کہ وہ زخم کا پانی یا پیپ ہو۔(ت)

خلاصہ میں ہے:

تذکر الاحتلام و رأی بللا ان کان ودیا لایجب الغسل بلا خلاف وان کان منیا او مذیا یجب الغسل بالاجماع ولسنا نوجب الغسل بالمذی لکن المنی یرق باطالۃ المدۃ فکان مرادہ مایکون صورتہ المذی لاحقیقۃ المذی وعلی ھذا ف الاعمی ومن بعینیہ رمد سال الدمع ینبغی ان یتوضأ	احتلام یاد ہے اور تری دیکھی اگر ودی ہو تو بلا اختلاف غسل واجب نہیں اور اگر منی یا مذی ہو تو بالاجماع غسل واجب ہے اور ہم مذی سے غسل واجب نہیں کہتے لیکن منی دیر ہو جانے سے رقیق ہو جاتی ہے تو اس سے مراد وہ ہے جو مذی کی صورت میں ہو، حقیقت مذی مراد نہیں اور اسی بنیاد پر نابینا اور آشوب چشم والے کی آنکھ سے جب آنسو بہتا ہو تو اسے ہر نماز کے وقت

ف: مسئلہ: اندھے کی آنکھ سے جو پانی بہے وہ ناپاک اور ناقض وضو ہے۔

[23] الکافی شرح الوافی

[24] البحرالرائق کتاب الطہارۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۳۲/۱

[25] تبیین الحقائق کتاب الطہارۃ دارالمعرفۃ بیروت ۴۹/۱

لوقت کل صلاۃ لاحتمال خروج القیح والصدید [26]۔	کے لئے وضو کرنا چاہئے اس لئے کہ پیپ اور زخم کا پانی نکلنے کا احتمال ہے۔ (ت)

وجیز امام کردری میں ہے:

احتلم ولم یر بللا لاغسل علیه اجماعا ولو منیا او مذیا لزم لان الغالب انه منی رق بمضی الزمان وعن هذا قالوا ان الاعمی اومن به رمد اذا سال الدمع یتوضؤ لوقت کل صلاۃ لاحتمال کونه قیحا اوصدیدا [27]۔	خواب دیکھا اور تری نہ پائی تو اس پر بالاجماع غسل نہیں اور اگر منی یا مذی دیکھی تو لازم ہے، اس لئے کہ غالب گمان یہ ہے کہ وہ منی ہے جو وقت گزرنے سے رقیق ہو گئی، اسی وجہ سے علماء نے فرمایا کہ نابینا اور آشوب والے کا جب آنسو برابر بہے تو وہ ہر نماز کے وقت کے لئے وضو کرے اس لئے کہ یہ احتمال ہے کہ وہ آنسو دراصل پیپ یا زخم کا پانی (صدید) ہو۔ (ت)

بالجملہ مجرد رطوبت کہ مرض سے سائل ہو مطلقًا فی نفسہا ہر گز ناقض نہیں بلکہ احتمال خون و ریم کے سبب ولہٰذا امام ابن الہمام کی رائے اس طرف گئی کہ مسائل مذکورہ میں امام محمد کا حکم وضو استحبابی ہے اسلئے کہ خون وغیرہ ہونا محتمل ہے اور احتمال سے وضو نہیں جاتا مگر یہ کہ خبر اطباء یا علامات سے ظنِ غالب ہو کہ یہ خون یا ریم ہے تو ضرور وجوب ہوگا۔ فتح میں قبیل فصل فی النفاس فرمایا:

فی عینه رمد یسیل دمعها یؤمر بالوضوء لکل وقت لاحتمال کونه صدیدا و **اقول**: هذا التعلیل یقتضی انه امر استحباب فان الشك والاحتمال فی کونه ناقضا	ایسا آشوب چشم ہو کہ برابر آنسو بہتا رہتا ہو تو ہر وقت کے لئے وضو کا حکم ہو گا اس لئے کہ صدید (زخم کا پانی) ہونے کا احتمال ہے، **میں کہتا ہوں** اس تعلیل کا تقاضا یہ ہے کہ یہ حکم استحبابی ہو اس لئے کہ اس کے ناقض ہونے

[26] خلاصۃ الفتاوٰی کتاب الطہارات الفصل الثانی مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۱/۱۳

[27] الفتاوی البزازیہ علی ھامش الفتاوی الہندیہ کتاب الطہارۃ الفصل الثانی نورانی کتب خانہ پشاور ۴/ ۱۰و۱۱

لا یوجب الحکم بالنقض اذا لیقین لایزول بالشك واللہ اعلم نعم اذا علم من طریق غلبة الظن باخبار الاطباء اوعلامات تغلب ظن المبتلی یجب[28]۔	میں شک واحتمال حکم نقض کا موجب نہیں اس لئے کہ یقین شک سے زائل نہیں ہوتا واللہ تعالٰی اعلم ہاں وجوب اس وقت ہوگا جب غلبہ ظن کے طور پر علم ہو جائے اطباء کے بتانے یا ایسی علامات کے ذریعہ جن سے مبتلا کو غلبہ ظن حاصل ہو۔ (ت)

اسی طرف ان کے تلمیذ ارشد امام ابن امیر الحاج نے میل کیا اور اس کی تائید میں فرمایا:

یشھد لھذا مافی شرح الزاھدی عقب ھذہ المسئلة وعن ھشام فی جامعه انکان قیحا فکالمستحاضة والافکالصحیح[29]۔	اس پر شاہد وہ ہے جو شرح زاہدی میں اس مسئلہ کے بعد ہے اور ہشام سے ان کی جامع میں روایت ہے کہ اگر پیپ ہو تو مستحاضہ کی طرح ورنہ تندرست کی طرح ہے۔ (ت)

یونہی محققِ بحر نے بحر الرائق میں کلامِ فتح باب وضو میں بلاعزو ذکر کیا اور مقرر رکھا اور باب الحیض میں **ھو حسن**[30] فرمایا اور تحقیق ف یہی ہے کہ حکم استحبابی نہیں بلکہ احتیاط ایجابی ہے، مشائخ مذہب سے تصریحِ وجوب منقول ہے۔ خود فتح القدیر فصل نواقض الوضوء میں فرمایا:

ثم الجرح والنفطة وماء الثدی والسرة والاذن اذا کان لعلة سواء علی الاصح و علٰی ھذا قالوا من رمدت عینه وسال الماء منھا وجب علیه الوضوء فان استمر فلوقت کل صلاة وفی التجنیس الغرب	پھر زخم وآبلہ اور پستان، ناف اور کان کا پانی جب کسی بیماری کی وجہ سے ہو تو بر قول اصح سب برابر ہیں، اسی بنیاد پر علماء نے فرمایا: جسے آشوبِ چشم ہو اور آنکھ

ف: **مسئلہ:** تحقیق یہ ہے کہ درد یا علت سے جو رطوبت بہے اس میں صرف احتمال خون و ریم ہونا ہی وجوب وضو کو کافی ہے اگرچہ فتح وحلیہ میں استحباب مانا۔

---

[28] فتح القدیر کتاب الطہارات فصل فی الاستحاضۃ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/ ۱۶۴

[29] حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی

[30] البحر الرائق کتاب الطہارۃ باب الحیض ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/ ۲۱۶

فی العین اذا سال منه ماء نقض لانه کالجرح ولیس بدمع [31] الخ۔	سے پانی بہے تو اس پر وضو واجب ہے اگر برابر بہے تو ہر نماز کے وقت کے لئے واجب ہے اور تجنیس میں ہے : آنکھ کی پھنسی سے جب پانی بہے تو وضو جاتا رہے گا اس لئے کہ وہ زخم کی طرح ہے آنسو نہیں ہے۔ الخ (ت)

اور تقریر محقق علی الاطلاق ف۱ کا جواب ان عباراتِ جلیلہ سے واضح ہوا جو بھی خلاصہ وبزازیہ سے منقول ہوئیں کہ جس طرح احتلام یاد ہونے کی حالت میں صریح مذی کے دیکھنے سے بھی غسل بالاجماع واجب ہے حالانکہ مذی سے بالاجماع غسل واجب نہیں مگر احتیاطًا حکمِ وجوب ہوا۔ خود محقق علی الاطلاق نے فتح القدیر میں نقل فرمایا:

النوم مظنة الاحتلام فیحال به علیه ثم یحتمل انه کان منیا فرق بواسطة الهواء [32]۔	نیند گمان احتلام کی جگہ ہے تو اس تری کو اس کے حوالہ کیا جائے گا پھر یہ احتمال بھی ہے کہ وہ منی تھی جو ہوا کی وجہ سے رقیق ہو گئی۔ (ت)

اسی طرح یہاں وجود مرض مظنہ خروج خون وریم ہے تو امر عبادات میں احتیاطًا حکم وجوب ہوا۔ منحۃ الخالق میں ہے :

قوله وهذا التعلیل یقتضی انه امر استحباب الخ رده فی النهر بان الامر للوجوب حقیقة وهذا الاحتمال راجح وبان فی فتح القدیر صرح بالوجوب وکذا فی المجتبی قال یجب علیه الوضوء والناس عنه غافلون [33] اھ مافی المنحة۔ اقول: والاولی ف۲ ان یقول	قول محقق "اس تعلیل کا تقاضا یہ ہے کہ یہ حکم استحبابی ہو" اسے نہر میں یہ کہہ کر رد کر دیا ہے کہ امر حقیقۃً وجوب کے لئے ہے اور یہ احتمال راجح ہے اور یہ کہ خود فتح القدیر میں وجوب کی تصریح ہے اسی طرح مجتبٰی میں ہے کہ اس پر وضو واجب ہے اور لوگ اس سے غافل ہیں۔ اھ منحہ کی عبارت ختم ہوئی۔ (ت) **اقول:** اولٰی یہ کہنا ہے کہ وجوب پر

ف۱: تطفل علی الفتح۔

ف۲: تطفل علی النهر۔

[31] فتح القدیر کتاب الطہارات فصل فی نواقض الوضوء مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/ ۳۴

[32] فتح القدیر کتاب الطہارات فصل فی الغسل مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/ ۵۴

[33] منحۃ الخالق علی البحر الرائق کتاب الطہارۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/ ۳۳۔۳۲

ان الوجوب منصوص علیه کما نقله فی فتح القدیر وذلك لما علمت ان المحقق انما نقله فی النواقض بلفظة قالوا وبحث بنفسه فی الحیض ان لاوجوب مالم یغلب علی الظن بامارة او اخبار طبیب۔	نص موجود ہے جیسا کہ اسے فتح القدیر میں نقل کیا ہے اس لئے کہ ناظر کو معلوم ہے کہ حضرت محقق نے تصریح وجوب بلفظ قالوا (مشائخ نے فرمایا) نقل کی ہے اور باب حیض میں خود بحث کی ہے کہ جب تک کسی علامت یا طبیب کے بتانے سے غلبہ ظن نہ حاصل ہو، وجوب نہیں۔ (ت)

اخیر میں صاحبِ بحر نے بھی کلامِ فتح پر استدراک فرما کر مان لیا کہ یہ حکم وجوب کے لئے ہے۔ باب الحیض میں فرمایا:

وهو حسن لکن صرح فی السراج الوهاج بانه صاحب عذر فکان الامر للایجاب[34]۔	یہ بحث اچھی ہے لیکن سراج وہاج میں تصریح ہے کہ وہ صاحبِ عذر ہے تو امر برائے ایجاب ہے۔ (ت)

غرض فریقین تسلیم کئے ہوئے ہیں کہ مدار اس رطوبت کے خون وریم ہونے پر ہے قول تحقیق میں احتیاطًا احتمال دم پر ایجاب کیا اور خیال محقق و تلمیذ محقق میں جب تک دم کا غلبہ ظن نہ ہو استحباب رہا۔

ولہٰذا اشک رمد میں محقق ابن امیر الحاج نے بحثًا یہ قید بڑھائی کہ اس کا رنگ متغیر ہو جس سے احتمال خون ظاہر ہو۔ حلیہ میں فرمایا:

وعلی هذا فما فیه (ای فی المجتبی) ان من رمدت عینه فسال منها ماء بسبب رمد ینتقض وضوئه انتهی ینبغی ان یحمل علی ما اذا کان الماء الخارج من العین متغیر بسبب ذلك[35] اهمختصرا۔	اس بنیاد پر کلامِ مجتبٰی "جس کی آنکھ میں آشوب ہو اور اس کی وجہ سے آنکھ سے پانی بہے تو وضو جاتا رہے گا" انتہی۔ اس صورت پر محمول ہونا چاہئے جب آنکھ سے نکلنے والا پانی اس کی وجہ سے بدلا ہوا ہو۔ اھ مختصرًا (ت)

۴۲ **اقول:** اور تحقیق ف— وہی ہے کہ وجود مرض مظنہ دم ہے اس کے ساتھ شہادت صورت کی

ف: ۴۸ تطفل علی الحلیة

[34] البحرائق کتاب الطہارۃ باب الحیض ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲۱۶/۱

[35] حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی

حاجت نہیں جس طرح مسئلہ مذی میں معلوم ہوا۔

ولہٰذا امام برہان الدین صاحبِ ہدایہ نے کتاب التجنیس والمزید میں ناف سے جو پانی نکلے اس کے زرد رنگ ہونے کی شرط لگائی کہ احتمال دمویت ظاہر ہو **کما قدمنا نقلہ** (جیسا کہ ہم اس کی عبارت پہلے نقل کرچکے۔ت)

اقول: اور یہ منافی تحقیق نہیں کہ امام ممدوح کا یہاں کلام صورت وجودِ مرض میں نہیں اور بلا مرض بلاشبہ حکمِ دمویت کے لئے شہادت صورت کی حاجت۔

ولہٰذا امام حسن بن زیاد ف نے فرمایا اور وہ ایک روایت نادرہ ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے بھی ہے اور جوہرہ وینابیع وغیرہما بعض کتب میں اُس پر جزم کیا اور امام حلوانی نے خارش اور آبلے والوں کیلئے اُسی میں وسعت بتائی کہ دانوں سے جو صاف نتھرا پانی نکلے نہ ناپاک ہے نہ ناقضِ وضو کہ رنگت کی صفائی احتمالِ خون و ریم کو ضعیف کرتی ہے۔

کما تقدم نقلہ وذکر الطحطاوی نفسہ فی حاشیتہ علی مراقی الفلاح مانصہ عن الحسن ان ماء النفطۃ لاینقض قال الحلوانی وفیہ وسعۃ لمن بہ جرب اوجدری اومجل وفی الجوھرۃ عن الینابیع الماء الصافی اذا خرج من النفطۃ لاینقض (الی قولہ) قال العارف باللہ سیدی عبدالغنی النابلسی وینبغی ان یحکم بروایۃ عدم النقض بالصافی الذی یخرج من النفطۃ فی الحمصۃ وان مایخرج منہا	جیسا کہ اس کی نقل گزر چکی اور خود سید طحطاوی نے اپنے حاشیہ مراقی الفلاح میں یہ لکھا ہے: حسن بن زیاد سے روایت ہے کہ آبلہ کا پانی ناقضِ وضو نہیں، امام حلوانی نے فرمایا: خارش، چیچک اور آبلے والوں کے لئے اس میں وسعت ہے اور جوہرہ میں ینابیع سے نقل ہے کہ جب آبلے سے صاف پانی نکلے تو ناقض نہیں (الی قولہ) عارف باللہ سیّدی عبدالغنی نابلسی نے فرمایا: کیّ الحمصہ میں آبلے سے نکلنے والے صاف پانی کی وجہ سے عدمِ نقض کی روایت پر حکم ہونا چاہئے اور یہ کہ اس سے جو نکلتا ہے وہ

ف: **مسئلہ:** دانے سے جو صاف ستھرا پانی نکلے متعدد روایات میں پاک ہے اور اُس سے وضو نہیں جاتا۔ کھجلی والوں کو اس میں بہت وسعت ہے بحال ضرورت اس پر عمل کرسکتے ہیں اگرچہ قول صحیح اس کے خلاف ہے۔

لاینقض اذاکان ماء صافیا[36]۔	ناقض نہیں جب کہ صاف پانی ہو۔(ت)

جوہرہ نیرہ کی عبارت یہ ہے:

العرق المدمی ف۱ اذا خرج من البدن لاینقض لانہ خیط لامائع واما الذی ف۲ یسیل منہ ان کان صافیا لاینقض قال فی الینابیع الماء الصافی الخ[37]	عرق مدمی (ناروکا ڈورا) بدن سے نکلے تو وضو نہ جائے گا اس لئے کہ وہ کوئی سیال چیز نہیں بلکہ ایک دھاگا ہے اور بدن سے جو بہتا ہوا اگر صاف ہے تو ناقض نہیں۔ ینابیع میں کہا: صاف پانی الخ۔(ت)

یہاں بھی اگرچہ صحیح وہی ہے کہ صاف پانی بھی ناقض مگر نہ اس لئے کہ مطلقاً جو رطوبت مرض سے نکلے ناقض ہے بلکہ اُسی وجہ سے کہ دانوں آبلوں کے پانی میں ظن راجح یہی ہے کہ خون و ریم رقیق ہو کر پانی ہوگئے کما اسلفنا عن الامام فقیہ النفس قاضی خاں (جیسا کہ امام فقیہ النفس قاضی خان سے نقل گزری۔ت)

بالجملہ اُن کے کلمات قاطبۃً ناطق ہیں کہ حکمِ نقض احتمال و ظنِ خون وریم کے ساتھ دائر ہے نہ کہ زکام سے ناک بہی اور وضو گیا بحران ف۳ میں پسینہ آیا اور وضو گیا پستان کی قوت ماسکہ ضعیف ہونے سے دودھ بہا اور وضو گیا ہر گز نہ اسکا کوئی قائل نہ قواعد مذہب اس پر مائل۔

۴۷**اقول**: ان تمام ف۴ دلائل قاہرہ و حل بازغ کے بعد اگر کچھ بھی نہ ہوتا تو یہ استظہار آپ ہی واجب الرد تھا، زکام ایک عام چیز ہے غالبًا جیسے دنیا بنی کوئی فرد بشر جس نے چند سال عمر پائی ہو اُسے کبھی نہ کبھی اگرچہ جاڑوں ہی کی فصل میں زکام ضرور ہوا ہوگا یقین عادی کی رُو سے کہا جاتا ہے کہ صحابہ کرام و

ف۱: بدن سے ناروکا ڈورا نکلنے سے وضو نہ جائے گا۔

ف۲: **مسئلہ**: نارو سے رطوبت بہے تو وضو جاتا رہے اگرچہ صاف سفید پانی ہو۔

ف۳: **مسئلہ**: بحران کے پسینہ سے وضو نہیں جاتا۔

ف۴: ۴۹معروضۃ رابعۃ علی العلامۃ ط۔

[36] حاشیۃ الطحطاوی علٰی مراقی الفلاح فصل فی نواقض الوضوء دار الکتب العلمیۃ بیروت ص ۸۷ و ۸۸

[37] الجوہرۃ النیرہ کتاب الطہارۃ مکتبہ امدادیہ ملتان ۸/۱

تابعین اعلام وائمہ عظام رضی اللہ تعالٰی عنہم کو خود بھی عارض ہوا ہو ایسی عموم بلوی کی چیز میں اگر نقض وضو کا حکم ہوتا تو ایک جہان اُس سے مطلع ہوتا مشہور و مستفیض حدیثوں میں اس کی تصریح آئی ہوتی، کتب ظاہر الروایۃ سے لے کر متون وشروح وفتاوٰی سب اُس کے حکم سے مملو ہوتے نہ کہ بارہ سو برس کے بعد ایک مصری فاضل سید علامہ طحطاوی بعض عبارات سے اُسے بطور احتمال نکالیں اور خود بھی اُس کے اصل موضع بیان یعنی نواقض وضو کے ذکر تک اُس کی طرف اُن کا ذہن نہ جائے حالانکہ آبِ رمد وغیرہ کا مسئلہ در مختار میں وہاں بھی مذکور تھا، باب الحیض میں جا کر خیال تازہ پیدا ہوا ایسا خیال زنہار قابل قبول نہیں ہوسکتا تمام اصول حدیث واصول فقہ اس پر شاہد ہیں ہاں جسے رُعاف ف۔ یعنی ناک سے خون جانے کا مرض ہے اور اسی حالت میں اُسے زکام ہوا اور خون نکلنے کے غیر اوقات میں جو ریزش زکام کی آتی ہے سرخی لیے متغیر اللون آتی ہے جس سے آمیزش خون مظنون ہے تو اس صورت میں نقضِ وضو کا حکم ظاہر ہے۔

وانما شرطنا ههنا تغير اللون المذكور لان العلة وان كانت موجودة فالمخاط لايحدث منها اعنى من الرعاف فاذا كان صافيا كان من محض الزكام ، واذا تغير استند تغيره الى الرعاف بناء على الظاهر وان امكن استناده الى اسباب اخر . هذا ماعندى وارجو ان يكون صوابا ان شاء الله تعالٰى ورأيتنى كتبت على هامش نسختى الغنية عند قوله ناقض على الاصح لانه صديد	یہاں ہم نے رنگ مذکور کے بدل جانے کی شرط رکھی اس لیے کہ بیماری اگرچہ موجود ہے مگر اس سے یعنی نکسیر سے رینٹھ نہیں آتی تو اگر وہ صاف ہے تو خالص زکام سے ہے اور رنگ بدلا ہوا ہے تو ظاہر پر بنا کرتے ہوئے اس کے تغیر کی نسبت نکسیر کی جانب ہوگی، اگرچہ دوسرے اسباب کی جانب بھی استناد ممکن ہے، یہ وہ ہے جو میرے نزدیک ہے اور امید رکھتا ہوں کہ درست ہوگا اگر اللہ نے چاہا۔ اور میں نے دیکھا کہ اپنے نسخہ غنیہ کے حاشیہ پر اس کی عبارت "ناقض على الاصح لانه صديد" (بر قول اصح وہ ناقض ہے اس لئے کہ وہ زخم کا پانی ہے) کے

ف: مسئلہ: جسے ناک سے خون جاتا ہو اسی حالت میں اُسے زکام ہو اور ریزش سرخی لئے نکلے اگرچہ اس وقت خون بہنا معلوم نہ ہو اس کی یہ ریزش بھی ناقض وضو ہے۔

مانصہ۔

قلت: تعلیلہ النقض بانہ صدید یبعد استظہار الطحطاوی النقض بالزکام لکونہ ماء سال من علۃ وتعقبہ الشامی بما صرحوا بان ماء فم النائم طاھر وان کان منتنا

اقول: لکن فیہ ان النوم یرخی والمکث ینتن فلم یلزم کونہ من علۃ وانما الناقض ما منہا فافہم۔

لکنی **اقول:** الزکام امر عام ولعلہ لم یکن انسان الاابتلی بہ فی عمرہ مرارا ومتیقن انہ وقع فی کل قرن وکل طبقۃ بل کل عام وفی عھد الرسالۃ و زمن الصحابۃ وایام الائمۃ بل لعلھم زکموا بانفسھم ایضا فلوکان ناقضا لوجب ان یشتھر حکمہ ویملأ الاسماع ویعم البقاع، ویتدفق منہ بحار الاسفار قدیما وحدیثا لاان

تحت میں نے یہ لکھا ہے:

قلت: صدید (زخم کا پانی) ہونے سے نقض کی تعلیل علامہ طحطاوی کے اس استظہار کو بعید قرار دیتی ہے جو زکام کے ناقض وضو ہونے سے متعلق انہوں نے لکھا ہے اس لئے کہ وہ ایک بیماری سے بہنے والا پانی ہے اور علامہ شامی نے اس پر علماء کی اس تصریح سے تعاقب کیا ہے کہ سونے والے کے منہ کا پانی پاک ہے اگرچہ بدبودار ہو۔

اقول: لیکن اس پر یہ کلام ہے کہ نیند کی وجہ سے اعضاء ڈھیلے ہو جاتے ہیں (اس لئے منہ کا پانی باہر آجاتا ہے) اور دیر گزرنے سے بدبو پیدا ہو جاتی ہے تو یہ لازم نہ آیا کہ وہ پانی کسی بیماری کی وجہ سے نکلا ہے اور ناقض وہی ہے جو کسی بیماری سے ہو---تو اسے سمجھو۔

لکنی **اقول** (لیکن میں کہتا ہوں) زکام ایک عام سی چیز ہے، شاید کوئی انسان ایسا نہ گزرا ہو جسے اپنی عمر میں چند بار زکام نہ ہوا ہو اور یقین ہے کہ ہر قرن ہر طبقہ بلکہ ہر سال واقع ہوا ہے اور عہدِ رسالت، زمانہ صحابہ اور دورِ ائمہ میں بھی ہوا ہے بلکہ خود ان حضرات کو بھی زکام ہوا ہو گا، اگر یہ ناقضِ وضو ہوتا تو ضروری تھا کہ اس کا حکم مشہور ہو، لوگوں کے کان اس سے خوب خوب آشنا ہوں کہ سارے علاقوں میں پھیل جائے اور فقہ و حدیث کی قدیم وجدید کتابیں اس کے ذکر

لایذکر فی شیئ من الکتب ویبقی موقوفا الی ان یستخرجه العلامة الطحطاوی علی وجه الاستظهار فی القرن الثالث عشر، وقد علمت ف۱ ان ماکان هذا شانه لایقبل فیه حدیث روی اٰحادا لان الاٰحادیة مع توفر الدواعی امارة الغلط۔	سے لبریز ہوں---نہ یہ کہ کسی کتاب میں اس کا کوئی ذکر نہ ہو اور تمام سابقہ صدیاں یوں ہی گزر جائیں یہاں تک کہ تیرھویں صدی میں علامہ طحطاوی بطورِ استظہار اس کا استخراج کریں، جب کہ معلوم ہے کہ جو ایسا عام معاملہ ہو اس میں بطریق آحاد روایت کی جانے والی حدیث بھی قبول نہیں کی جاتی اس لئے کہ کثرتِ اسباب و دواعی کے باوجود آحاد سے مروی ہونا غلطی کی علامت ہے۔
۲۵والذی یظنه ف۲ العبد الضعیف ان ماکان خروجه معتادا ولا ینقض لاینقض ایضا اذا فحش وان عد حینئذ علة فیما یعد الاتری ان العرق لاینقض فاذا فحش جدا کما فی بحران المحموم اوبعض الامراض لم ینقض ایضا وکذلك الدمع واللبن والریق فکذا المخاط ومن ادل دلیل علیه ما اجمعوا علیه ان من قاء بلغما فان	اور بندہ ضعیف کا خیال یہ ہے کہ جو چیز عادۃً نکلتی ہے اور ناقض نہیں ہوتی وہ بہت زیادہ نکلے تو بھی ناقض نہ ہوگی اگرچہ ایسی صورت میں اسے کسی بیماری کے دائرے میں شمار کیا جائے۔ دیکھئے پسینہ ناقضِ وضو نہیں اگر یہ بہت زیادہ آئے جیسے بخار کے بحران یا بعض امراض میں ہوتا ہے تو بھی ناقض نہیں۔ اسی طرح آنسو، دودھ، تھوک، اور اس کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے جس پر اجماع ہے کہ بلغم اگر سر سے آنے والا ہے تو اس

ف۱: لایقبل حدیث الاٰحاد فی موضع عموم البلوٰی فکیف برأی عالم متأخر۔

ف۲: **مسئلہ:** مصنف کی تحقیق کہ جو چیز عادۃً بدن سے بہا کرتی ہو اور اس سے وضو نہ جاتا ہو جیسے آنسو، پسینہ، دودھ، بلغم، ناک کی ریزش وہ اگرچہ کتنی ہی کثرت سے نکلے ناقضِ وضو نہیں اگرچہ اس کی کثرت بجائے خود ایک مرض گنی جاتی ہو۔

نازلا لاینقض وان ملأ الفم ومعلوم انه لا اختلاف فی البلغم وماء الزکام فی الحقیقة وما یملؤ الفم کثیر فوجب عدم النقض بالزکام هذا ماظهر لی والله تعالٰی اعلم [38]اھ ما کتبت علیه ونقلته کما اشتمل علی بعض فوائد والله سبحانه ولی التوفیق وبه الوصول الی ذری التحقیق والحمد لله علی ماعلم وصلی الله تعالٰی علی سیدنا وآله وسلم سبحنه وتعالٰی اعلم۔	کی تے منہ بھر کر ہو جب بھی ناقض وضو نہیں۔اور معلوم ہے کہ در حقیقت بلغم اور آب زکام میں کوئی اختلاف نہیں اور اتنی مقدار جس سے منہ بھر جائے، کثیر ہے، تو ضروری ہے کہ زکام سے بھی وضو نہ جائے۔یہ وہ ہے جو مجھ پر ظاہر ہوا، واللہ تعالٰی اعلم۔ میرا حاشیہ ختم ہوا----- اسے اس وجہ سے میں نے نقل کر دیا کہ بعض فوائد پر مشتمل ہے------ اور خدائے پاک ہی مالک توفیق ہے اور اسی کی مدد سے تحقیق کی بلندی تک رسائی ہے اور خدا ہی کا شکر ہے اس پر جو اس نے تعلیم فرمایا-----اور ہمارے آقا اور ان کی آل پر خدائے برتر کا درود وسلام ہو۔واللہ سبحٰنہ و تعالٰی اعلم۔

---

38 حواشی امام احمد رضا علٰی غنیۃ المستملی قلمی ص ۱۴۰ و ۱۴۱